فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): ایک آدمی کا انتقال ہوا، ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ مرحوم کے بیٹوں نے کاروبار سنبھال لیا، جس میں انہیں خاطر خواہ نفع ہوا، پانچ سال بعد ورثا نے ترکہ تقسیم کرنے کا کہا، تو کیا نفع سمیت تمام ترکہ تقسیم ہوگا یا صرف وہی ترکہ تقسیم ہوگا، جو میت نے چھوڑا تھا؟

(جواب): نفع سمیت پورا ترکہ وراثت میں تقسیم ہوگا اور تمام ورثا اپنے اپنے حصے کے مطابق اس نفع میں شریک ہوں گے، کیونکہ بیٹوں نے جس مال پر تجارت کی ہے، اس میں باقی ورثا بھی شریک تھے، لہٰذا وہ نفع میں بھی شریک ہوں گے۔

(سوال): ایک مکان کے مالک دو بھائی ہیں، جس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ روپے ہے، ایک بھائی مکان فروخت کرنا چاہتا ہے اور دوسرا فروخت نہیں کرنا چاہتا، اب کیا کرے؟

(جواب): فروخت کرنے والے کو چاہیے کہ دوسرے بھائی سے پوچھ لے، اگر وہ خریدنا چاہتا ہے، تو دوسرے کو اس کا حصہ ادا کر دے، اگر وہ خریدنا نہیں چاہتا، تو دوسرا بھائی اس مکان میں اپنا حصہ کسی کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے۔

(سوال): ایک کمپنی کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں، ان شریکوں میں سے ایک شخص ایسا ہے، جو گرجا کا متولی ہے، جبکہ اس نے کمپنی میں گرجا تعمیر نہیں کیا اور نہ وہ وہاں عبادت کرتا ہے، کیا ایسی کمپنی میں ملازمت کرنا جائز ہے، جس کا ایک شریک گرجا کا متولی ہو؟

(جواب): غیر مسلموں کے ساتھ کام کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ غیر شرعی کام نہ ہو، کیونکہ

آپ اپنی محنت کی مزدوری لے رہے ہیں۔

(سوال): ایک کمپنی حلال اور حرام کاروبار کرتی ہے، اس کے ساتھ مل کر کاروبار میں حصہ لینے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر کمپنی کے حلال اور حرام کاروبار الگ الگ ہیں، دونوں معالات جدا جدا ہیں، تو اس کمپنی کے حلال کاروبار میں شراکت داری کی جا سکتی ہے، البتہ حرام کاروبار میں شراکت جائز نہیں۔ اور اگر کمپنی کے حلال اور حرام کاروبار اس طرح اکھٹے ہیں کہ حلال کاروبار میں الگ حصہ لینا ممکن نہیں، تو ایسی کمپنی میں شراکت جائز نہیں۔

(سوال): جو کمپنی سود کا لین دین کرتی ہے، مگر اس کا مرکزی کاروبار سود نہیں، کیا اس کمپنی میں شراکت جائز ہے؟

(جواب): جس کاروبار میں سود داخل ہو جائے، خواہ اس کاروبار میں اصل مقصود سود نہ بھی ہو، تب بھی ایسے کاروبار میں شراکت جائز نہیں، کیونکہ سود حرام ہے، اس میں کسی قسم کا تعاون جائز نہیں، اس میں شریک ہونے والے سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

(سوال): دو آدمی ایک کاروبار میں شراکت چاہتے ہیں، کیا وہ نفع کے تناسب میں برابر ہوں گے یا ان میں ایک کا تناسب زیادہ بھی ہو سکتا ہے؟

(جواب): دونوں میں جو طے پائے گا، وہ تناسب ہوگا۔ اگر طے پائے کہ ایک آدمی دوسرے سے زیادہ نفع لے گا، تو نقصان میں بھی اس کا تناسب اتنا ہی ہوگا۔

(سوال): بکر اور خالد نے مل کر دس لاکھ کا ایک کاروبار شروع کیا، کاروبار میں بکر نے ساڑھے پانچ لاکھ روپے لگائے اور خالد نے ساڑھے چار لاکھ روپے لگائے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(جواب): دو شریکوں کا ایک کاروبار میں برابر پیسہ لگانا ضروری نہیں، جس کا جتنا پیسہ ہوگا، وہ نفع اور نقصان میں بھی اسی تناسب سے شریک ہوگا۔

مذکورہ صورت میں بکر کی شراکت زیادہ ہے، لہٰذا وہ نفع میں بھی خالد سے زیادہ لے گا اور نقصان کی صورت میں بھی بکر کا تناسب زیادہ ہوگا۔

(سوال): کیا معین مدت تک شراکت داری جائز ہے؟

(جواب): شراکت داری میں مدت طے کرنا جائز ہے۔ مدت پورے ہونے تک جو شریک الگ ہونا چاہتا ہے، وہ اپنا اصل مال لے کر علیحدہ ہوسکتا ہے۔

(سوال): ایک کاروبار میں چند افراد شریک ہیں، ان شریکوں میں سے ایک شریک پورے کاروبار کو سنبھالتا ہے۔ اس کاروبار میں نقصان ہو گیا، اب وہ نقصان تمام شریکوں میں تقسیم ہوگا یا اس کا ضامن صرف کاروبار سنبھالنے والا شریک ہے؟

(جواب): شراکت داری میں نقصان ہو جائے، تو وہ تمام شریکوں میں اسی تناسب سے تقسیم ہوگا، جس تناسب سے ان کی شراکت ہے، یعنی جتنی شراکت، اتنا نقصان۔

(سوال): تین افراد نے ایک کاروبار کا ارادہ کیا، دو افراد نے ایک ایک لاکھ جمع کیا اور تیسرے نے کاروبار کے لوازمات کا بندوبست کیا، جس پر نوے ہزار کے اخراجات اٹھے اور دس ہزار نقد جمع کروادیا، کیا اس طرح تینوں کی شراکت جائز ہے؟

(جواب): تینوں کی شراکت جائز ہے۔ جس شریک نے کاروبار کے لیے سامان کا بندوبست کیا، وہ بھی قیمت کے قائم مقام ہے، کیونکہ اگر تینوں افراد رقم ہی جمع کرتے، تب بھی انہوں نے یہ سامان نوے ہزار میں خریدنا تھا، پھر تیسرے شریک نے بقیہ دس ہزار نقد جمع کرادیے، لہٰذا تینوں کی شراکت درست اور جائز ہے۔

سوال: کیا میاں بیوی شراکت داری کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: سرکہ بنانے والی کمپنی میں شراکت داری کرنا کیسا ہے؟

جواب: سرکہ بنانا اور رکھنا جائز ہے، لہٰذا ایسی کمپنی میں شراکت بھی جائز ہے۔

سوال: ایک پلاٹ میں دو افراد شریک ہیں، ایک نے اپنا حصہ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا، کیا دوسرا شریک شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں کر سکتا ہے، اسے حق شفعہ حاصل ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَضٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَۃِ فِي کُلِّ شِرْکٍ لَّمْ یُقْسَمْ رَبْعَۃٍ، أَوْ حَائِطٍ لَّا یَحِلُّ لَہٗ أَنْ یَّبِیعَ حَتّٰی یُؤْذِنَ شَرِیکَہٗ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَکَ فَإِنْ بَا عَ وَلَمْ یُؤْذِنْہُ فَھُوَ أَحَقُّ بِہٖ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مشترکہ چیز میں شفعہ کا حق رکھا ہے، جو تقسیم نہ ہوئی ہو، خواہ مکان ہو یا باغ ہو، اپنے ساجھی کو اطلاع دیے بغیر اسے بیچنا مالک کے لیے جائز نہیں ہے۔ وہ (ساجھی) چاہے گا، تو خرید لے گا، چاہے گا، تو چھوڑ دے گا۔ اگر مالک ساجھی کو بتائے بغیر فروخت کر دے، تو ساجھی اس کا زیادہ حقدار ہے۔''

(صحیح مسلم: 1608، المنتقی لابن الجارود: 642)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَۃَ فِي کُلِّ

مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہراس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا، جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو، لیکن جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے بدل دیے جائیں، تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔''

(صحيح البخاري : 2213، المنتقى لابن الجارود : 643)

سوال: کیا وقف کی زمین میں حق شفعہ ہے؟

جواب: وقف والی زمین میں حق شفعہ نہیں۔

سوال: ایک مکان کے دو پڑوسی ہیں، مالک مکان نے ایک پڑوسی کو مکان فروخت کر دیا، کیا دوسرا پڑوسی شفعہ کر سکتا ہے؟

جواب: دوسرے پڑوسی کو شفعہ کا حق نہیں، واللہ اعلم!

سوال: کیا کوئی چیز رہن رکھنا جائز ہے؟

جواب: جس سے قرض لیا ہے، اس کے پاس بطور ضمانت اپنی کوئی چیز رہن رکھنا جائز ہے۔ رہن رکھنے والے کو ''راہن'' کہتے ہیں، جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی گئی، اسے ''مرتہن'' کہتے ہیں اور جو چیز رہن رکھی جائے اسے ''مرہون'' کہتے ہیں۔ مرتہن کا رہن پر قبضہ ہوگا، وہ اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اس سے مالک انتفاع کر سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اشْتَرٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَّرَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِيدٍ .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس

گروی رکھ دی۔''

(صحيح البخاري : 2068، صحيح مسلم : 1603، واللّفظ لهٗ)

سوال: کیا رہن رکھی ہوئی چیز سے انتفاع جائز ہے؟

جواب: جس کے پاس رہن ہے، وہ اسے استعمال میں نہیں لاسکتا، البتہ اگر چیز کا مالک اسے اجازت دے دے، تو استعمال کرسکتا ہے، گروی میں کوئی جانور ہے، تو اس سے بقدر خرچ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَّيُشْرَبُ مِنْ لَبَنِ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَّعَلَى الَّذِي يَشْرَبُ وَيَرْكَبُ نَفَقَتُهٗ.

''گروی جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے، اسی طرح دودھ والا جانور جب گروی ہو، تو خرچ کے بدلے اس کا دودھ پیا جائے اور جو دودھ پیے گا یا سواری کرے گا، وہی اس کا خرچ بھی اٹھائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2512، المنتقي لابن الجارود : 665)

سوال: بکر نے خالد سے قرض لیا اور اپنی کار خالد کے پاس رہن رکھی، تو کیا بکر خالد کو کار دینے کے بجائے صرف اس کے کاغذات گروی رکھ سکتا ہے اور کار کو بدستور اپنے استعمال میں رکھے؟

جواب: مذکورہ صورت میں بکر کا خالد کے پاس کار کے کاغذات گروی رکھنا اور کار کو اپنے استعمال میں ہی رکھنا جائز ہے، کیونکہ اگر بکر اپنی کار خالد کے پاس بھی گروی رکھ دیتا، تب بھی خالد کے لیے اس کار کو استعمال کرنا جائز نہ تھا، لہٰذا اس نے صرف ضمانت کے طور پر

کاغذات رکھ دیے اور کار کو خود استعمال کرتا رہا، تو ایسا کرنا جائز ہوا۔

سوال: خالد نے زید سے دس لاکھ روپے قرض لیا اور اپنا مکان زید کے پاس بطور رہن رکھوایا، زید نے یہ شرط عائد کی کہ اگر خالد نے دو سال سے پہلے پہلے قرض واپس نہ کیا، تو اسے حق حاصل ہوگا کہ وہ مکان کو فروخت کر کے اپنی رقم وصول کر لے، کیا زید کا یہ شرط لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں زید کا خالد پر یہ شرط لگانا جائز اور صحیح ہے۔ البتہ مکان فروخت کرنے کی صورت میں اگر مکان کی رقم قرض کی رقم سے زائد ہے، تو صرف اتنی رقم لے، جتنی اس نے قرض دی ہے، باقی رقم مالک کو واپس کر دے۔

سوال: بینک سے قرض لے کر مکان رہن رکھوانا کیسا ہے؟

جواب: بینک سے قرض لینا جائز نہیں، کیونکہ وہ اس پر سود وصول کرتے ہیں اور سود لینا، دینا، لکھنا یا اس پر گواہ بننا حرام ہے اور ایسا کرنے والے سب برابر کے مجرم ہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.

''رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(صحیح مسلم: 1598)

سوال: کیا راہن (گروی رکھنے والا) کی اجازت کے بغیر مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے) رہن کو فروخت کر سکتا ہے؟

(جواب): راہن کی اجازت کے بغیر گروی رکھی گئی چیز کو فروخت نہیں کرسکتا، کیونکہ اس کا اصل مالک راہن ہے، مرتہن کا اس پر صرف قبضہ ہے۔

(سوال): کیا حرام چیز کو گروی رکھا جاسکتا ہے؟

(جواب): نہیں۔

(سوال): اسلم نے عمرو سے قرض لیا اور کوئی چیز گروی رکھوادی، پھر اسلم نے قرض ادا کردیا، تو گروی رکھی ہوئی چیز عمرو کو ہبہ کردی، کیا عمرو یہ ہبہ قبول کرسکتا ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں اسلم کا عمرو کو گروی رکھی ہوئی چیز ہبہ کرنا بالکل درست اور صحیح ہے، گروی رکھی ہوئی شے پر راہن کی ملکیت ثابت ہے، لہٰذا وہ اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے، تصرف کے لیے اسے وہ چیز اپنے قبضہ میں لینا ضروری نہیں۔

(سوال): خالد کے پاس ایک قیمتی گھڑی تھی، بکر نے وہ گھڑی اس کی اجازت کے بغیر اٹھالی، کچھ دنوں بعد خالد کو بتایا کہ وہ گھڑی میرے پاس تھی، مگر وہ اب گم ہوگئی ہے، خالد نے بکر سے تاوان وصول کرلیا، پھر کچھ دنوں بعد وہ گھڑی مل گئی، کیا خالد بکر سے وہ گھڑی واپس لینے کا مجاز ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں خالد کے لیے بکر سے گھڑی کی واپسی کا مطالبہ درست نہیں، کیونکہ وہ اس کے بدلے تاوان وصول کرچکا ہے، البتہ اگر وہ تاوان گھڑی کی قیمت کے برابر نہیں، تو خالد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی گھڑی واپس لے لے اور تاوان کی رقم بکر کو واپس کردے۔

(سوال): ایک دوست نے دوسرے کا موبائل بغیر اجازت لیا اور وہ موبائل خراب ہو گیا، کیا اس پر تاوان ہے؟

(جواب): موبائل کا مالک اپنے دوست سے موبائل کی قیمت کے برابر تاوان وصول کرسکتا ہے۔

(سوال): بکر ایک کمزور آدمی ہے، اس کی زمین پر ایک بدمعاش نے قبضہ کرلیا، تین سال تک اس سے خود فائدہ اٹھایا، بعد میں کسی طرح وہ زمین بکر کو واپس مل گئی، کیا بکر تین سال کا تاوان اس بدمعاش سے وصول کرنے کا مجاز ہے؟

(جواب): بکر کے لیے تین سال کا تاوان وصول کرنا جائز ہے، وہ اس زمین کے کرائے کی بقدر رقم وصول کرسکتا ہے، اگر بکر کی زمین کا نقصان ہوا ہے، تو اس کا تاوان بھی وصول کرسکتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے کسی کی گاڑی غصب کر لی، چھ ماہ تک چلائی اور خوب پیسے کمائے، بعد میں وہ گاڑی مالک کو واپس کر دی، کیا مالک کے لیے غاصب سے تاوان وصول کرنا جائز ہے؟

(جواب): مالک کے لیے غاصب سے تاوان وصول کرنا جائز ہے، عرف میں گاڑی کا جتنا کرایہ ہے، اس حساب سے وہ تمام دنوں کا کرایہ وصول کرسکتا ہے، نیز اگر گاڑی میں کوئی نقصان ہوا ہے، تو اس کی چٹی بھی وصول کرسکتا ہے۔

(سوال): کیا مکان کے غصب پر بھی تاوان ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کسی کی زمین یا جائیداد پر قبضہ کرنے کی کیا سزا ہے؟

(جواب): کسی کے مال یا جائیداد پر قبضہ کرنا ظلم ہے، اس پر سخت وعید ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ .

''جس نے ایک بالشت زمین پر ناحق قبضہ جمالیا، تو (روز قیامت) اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2453، صحيح مسلم : 1612)

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آپ کے پاس زمین کا جھگڑا لے کر آئے، ان میں سے ایک جس کا نام امرؤالقیس بن عابس کندی تھا، کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس نے زمانہ جاہلیت میں میری زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کا مدمقابل ربیعہ بن عیدان تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: آپ کے پاس دلیل ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس سے قسم لی جائے گی۔ وہ کہنے لگا: تو وہ زمین لے جائے گا، فرمایا: آپ کے پاس صرف یہی صورت ہے۔ راوی کہتے ہیں: جب وہ قسم اٹھانے کے لیے کھڑا ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے زیادتی کرتے ہوئے کسی سے زمین چھین لی، قیامت والے دن وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اللہ اس سے ناراض ہوگا۔''

(صحيح مسلم : 224/139، المنتقى لابن الجارود : 1004)

❀ سیدنا اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''کندہ اور حضر موت سے ایک ایک آدمی اپنی یمن کی زمین کے متعلق مقدمہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس (کندی) کے والد نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا،

آپ ﷺ نے کندی سے فرمایا: آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میں یہ کہتا ہوں کہ زمین میرے قبضے میں ہے اور مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرمی سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول! دلیل تو نہیں ہے، لیکن یہ اس ذات کی قسم کھائے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ یہ نہیں جانتا یہ زمین میری ہے، اس کے والد نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ کندی قسم کے لیے تیار ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی سے مال چھینتا ہے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ تو کندی نے زمین اسے واپس کر دی۔''

(مسند الإمام أحمد : 215/2، سنن أبي داوٗد : 3622، المنتقى لابن الجارود : 1005، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 180/10، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۸۸) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۲۹۵) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: ایک شخص نے کسی کی چیز غصب کی، پھر مالک کو اس چیز کی قیمت ادا کر دی، کیا اب غاصب کے لیے اس چیز کو استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر مالک نے بخوشی اس چیز کی قیمت وصول کی ہے اور اسے معلوم ہے کہ یہ چیز غاصب کے پاس موجود ہے، تو اس صورت میں غاصب کے لیے غصب شدہ چیز کو استعمال کرنا جائز اور صحیح ہے۔

البتہ اگر غاصب نے جھوٹ بولا کہ وہ چیز اس کے پاس نہیں ہے اور مالک کو اس کی

قیمت یا قیمت کا کچھ حصہ دے دیا، تو اس کا استعمال غاصب کے لیے جائز نہیں، اسے چاہیے کہ وہ چیز مالک کو لوٹا دے، یا مالک کو پوری حقیقت بتا کر اجازت طلب کر لے۔

(سوال): اگر کسی نے بکر کا مال غصب کیا، تو کیا بکر اپنے مال کی جگہ اس کی قیمت وصول کر سکتا ہے؟

(جواب): بکر کی مرضی پر منحصر ہے۔

(سوال): ایک شخص نے خالد کا بچہ اغوا کر لیا، پھر وہ بچہ اغوا کرنے والے کے پاس مر گیا، تو کیا خالد دیت وصول کر سکتا ہے؟

(جواب): خالد کے لیے دیت وصول کرنا جائز ہے۔

(سوال): کیا کافر کا مال غصب کرنا جائز ہے؟

(جواب): کافر ہو یا مسلمان، کسی کا مال غصب کرنا جائز نہیں، یہ بالاتفاق ظلم ہے۔

(سوال): کسی کا مال چھینا، بعد میں تائب ہو گیا، اب اس مال کا کیا کرے، جبکہ اس کے مالک کا کوئی پتہ نہیں؟

(جواب): مذکورہ صورت میں غاصب کو چاہیے کہ ممکنہ حد تک مالک کو تلاش کرے، اگر مالک نہ ملے، تو توبہ کرے، بہتر یہ ہے کہ اس مال کو مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

(سوال): ایک شخص نے غیر مسلم کا مال چرایا، تو کیا قیامت کے دن غیر مسلم کو مسلمان چور کی نیکیاں دی جائیں گے یا غیر مسلم کے گناہ مسلمان پر ڈالے جائیں گے؟

(جواب): قیامت کے دن غیر مسلم کو کسی نیکی کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، نہ اسے دنیا کی کسی مصیبت کی وجہ سے اجر ملے گا، کیونکہ کافر اپنے کفر کی وجہ سے اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔

البتہ مسلمان نے جو کافر کا مال چرایا، اسے اس گناہ کی سزا ملے گی۔

سوال: قبضہ مافیا کی سزا کیا ہے؟

جواب: قبضہ مافیا جو کمزوروں کی املاک پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں، یہ فساد فی الارض کے مرتکب ہیں، ان کے جرائم کے مطابق ان کی سزا میں سختی کی جاسکتی ہے۔ ریاست کے جج اور قاضی کو چاہیے کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق انہیں کڑی سے کڑی سزا دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(المائدة : ٣٣)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑا کریں اور زمین میں فساد برپا کریں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے، یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے، یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔''

سوال: اسلم کو راستے میں سونے کی انگوٹھی ملی، وہ کیا کرے؟

جواب: گری پڑی بے جان چیز کو لقطہ کہتے ہیں۔ اس کے خاص احکام ہیں۔ جب کوئی چیز ملے، تو اسے اٹھا کر مالک کو تلاش کرنا چاہیے، اگر فی الفور مالک نہ ملے، تو ایک سال تک تشہیر کرنی چاہیے، پھر بھی مالک نہ ملے، تو اس چیز کی بناوٹ اور نشانیوں کو اچھی طرح یاد رکھیں، پھر اسے اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں، البتہ اگر بعد میں چیز کا مالک آ

جائے،تو اسے واپس لوٹانا ضروری ہے۔

مذکورہ صورت میں بھی اسلم کو چاہیے کہ انگوٹھی کے مالک کو تلاش کرے اور ایک سال کا اس کا اعلان کرے، پھر بھی مالک نہ ملے، تو اس کی بناوٹ اور وزن کو محفوظ کر لے اور اپنے استعمال میں لے آئے، مالک مل جائے، تو اسے واپس کر دے، ورنہ استعمال کرتا رہے۔

❁ سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مجھے ایک کوڑا ملا اور میں نے اسے اٹھا لیا، زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھ پر اعتراض کیا، میں نے کہا: اگر مجھے اس کا مالک مل گیا، تو میں اس کے حوالے کر دوں گا، ورنہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ سوید کہتے ہیں: میں نے اس کا تذکرہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ نے ٹھیک کیا، ٹھیک کیا ہے، مجھے ایک تھیلی ملی تھی میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اور اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک مزید اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ آپ نے فرمایا: اس کی گنتی، تھیلی اور بندھن کو ذہن نشین کر لیں، اگر اس کا مالک آ جائے، تو اسے دے دینا، ورنہ اسے اپنی ضروریات

میں خرچ کر لینا۔''

(صحيح البخاري : 2426، صحيح مسلم : 1723، المنتقى لابن الجارود : 668)

سوال: ایک شخص کے پاس امانت ہے، کافی عرصہ گزر گیا، مگر مالک کا کوئی پتہ نہیں، اب وہ امانت کا کیا کرے؟

جواب: اگر امانت کا مالک غائب ہے، کوئی وارث بھی موجود نہیں اور مالک زندہ ہے یا فوت ہو گیا، اس کا بھی علم نہیں اور کسی سے کوئی خبر نہیں مل رہی، تو امین کے لیے اس امانت کو استعمال کرنا جائز ہے۔

سوال: بکر کا خالد کے پاس انتقال ہو گیا، خالد کو بکر کے کسی وارث کا علم نہیں، بکر کی جیب میں کافی رقم ہے، خالد کیا کرے؟

جواب: بکر کی جیب میں موجود رقم کا وہی حکم ہے، جو لقطہ کا ہے، خالد کو چاہیے کہ ایک سال تک بکر کے کسی وارث کو تلاش کرے، کوئی مل جائے، تو درست ورنہ خود استعمال کر لے۔

سوال: کیا لقطہ کو فروخت کرنا جائز ہے؟

جواب: ایک سال اعلان کے بعد لقطہ کو فروخت بھی کیا جا سکتا ہے، مگر مالک کے واپس آنے پر لقطہ کی قیمت مالک کو واپس کرنا ہو گی۔

سوال: سیلاب میں بہہ کر آنے والی قیمتی اشیا کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم بھی لقطہ والا ہے، جن جن علاقوں سے سیلاب آیا ہے، وہاں اس قیمتی شے کی تشہیر کی جائے گی۔

سوال: عرصہ دراز تک اگر لقطہ کے مالک کا پتہ نہ چلے، تو کیا اس چیز کو بیچنا جائز ہے؟

جواب: ایک عرصہ تک اعلان کرنے کے باوجود بھی مالک کا پتہ نہ چلے، تو جس شخص

کو وہ چیز ملی تھی، اسے چاہیے کہ اس چیز کی مقدار اور حیثیت کو نوٹ کر لے اور اسے اپنے استعمال میں لے آئے، وہ اس کا مالک ہے، اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے، اسے بیچ بھی سکتا ہے اور اپنے استعمال میں بھی لا سکتا ہے۔ البتہ اگر استعمال کے بعد بھی چیز کا مالک واپس آجائے اور اس چیز کا مطالبہ کرے، تو وہ اسے وہ چیز یا اس کی قیمت واپس لوٹائے۔

❀ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ : عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ لَّمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ (گری ہوئی چیز) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہیے، اگر اسے پہچاننے والا کوئی آدمی نہ آئے، تو اس کی تھیلی اور تسمے (یعنی علامات) کو ذہن نشین کر کے اسے کھا لیں، اگر (کسی وقت) اس کا مالک آ گیا، تو اسے دے دینا۔''

(صحیح مسلم: 1722، المنتقی لابن الجارود: 669)

(سوال): خالد ایک مکینک ہے، کسی نے اسے قیمتی شے مرمت کرنے کے لیے دی، پھر وہ چیز کو واپس لینے کے لیے نہ آیا، خالد کو اس کا نام و پتہ معلوم نہیں، اب وہ کیا کرے؟

(جواب): اس کا حکم بھی لقطہ والا ہے، یعنی ایک سال تشہیر کے بعد استعمال میں لا سکتا ہے۔ اگر سال بعد مالک واپس آئے، تو وہ چیز کو واپس لوٹانے کا پابند ہے، البتہ مرمت کی مزدوری وصول کر سکتا ہے۔

(سوال): مدارس میں سال کے آخر پر کئی طلبا اپنی کتابیں اور کاپیاں چھوڑ جاتے ہیں،

ان کاپیوں اور کتابوں کا کیا کیا جائے؟

(جواب): اگر ان کتابوں اور کاپیوں پر طلبا کے نام اور رابطہ نمبرز درج ہیں، تو ان سے رابطہ کر کے دریافت کر لیا جائے، اگر ایسا ممکن نہیں، تو ان کتابوں اور کاپیوں کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے، کیونکہ لقطہ میں ملنے والی اشیا اگر زیادہ قیمتی نہیں، تو اسے استعمال میں لایا جا سکتا ہے، ایک سال تک اعلان کرنے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): کیا قبض سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہے؟

(جواب): قبضہ میں کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہے۔ اشیائے خوردنی اور باقی اشیا کو خریدنے کے بعد قبضہ میں لینے سے پہلے بھی فروخت نہیں کیا جا سکتا ہے، البتہ ہر شے کے قبضہ کی نوعیت الگ الگ ہے، مثلاً غیر منقولہ جائیداد پر صرف قبضہ کافی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَمَّا الَّذِي نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهٗ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا، وہ تو اناج ہے، مگر میرے مطابق ہر چیز کا حکم یہی ہے۔“

(صحيح البخاري: 2135، صحيح مسلم: 1525)

(سوال): کیا ایک شخص دوسرے کو اپنی زمین مزارعت پر دے سکتا ہے کہ کل فصل دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگی؟

(جواب): جی ہاں، دے سکتا ہے۔

(سوال): کیا مزارعت جائز ہے؟

(جواب): مزارعت بالاجماع جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

''نبی کریم ﷺ نے (یہود کو) خیبر کی زمین میں کل پیداوار کے نصف پر مزارعت کے لیے دی۔''

(صحیح البخاري: 2329، صحیح مسلم: 1551)

سوال: کیا مدت کے تعین کے بغیر مزارعت پر دینا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں۔ مزارعت میں مدت کا تعین ضروری نہیں۔

سوال: بکر اور خالد نے مزارعت کی، زمین بکر کی ہے اور محنت اور اخراجات خالد کے ہیں، دونوں کو کل پیداوار کا نصف نصف ملے گا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: زید اور اسلم نے اس شرط پر مزارعت کی کہ زید جو کہ زمین کا مالک ہے، وہ ضروری اخراجات میں بھی شریک ہوگا اور پیداوار کا ساٹھ فیصد اسے ملے گا اور باقی چالیس فیصد حصہ اسلم کو ملے گا، کیا ایسی شرط جائز ہے؟

جواب: ان شرائط پر مزارعت جائز ہے۔

سوال: مزارعت کے لیے بینک سے قرض لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، بینک کے قرض میں سودی لین دین ہوتا ہے، جو کہ جائز نہیں۔ سود سے ہر کاروبار بے برکت ہو جاتا ہے، اس کی لعنت سے بچنا چاہیے۔

سوال: اپنے باغات کو کسی کے سپرد کرنا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے، انہیں پانی

لگائے اور بدلے میں اس کی تنخواہ مقرر کی جائے، جائز ہے یا نہیں؟

(جواب): باغات کی دیکھ بھال کے لیے کسی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے۔ اجیر کو چاہیے کہ وہ باغبانی میں ایمان داری دکھائی، نقصان ہونے سے بچائے۔

(سوال): باغبانی میں اگر نقصان ہو جائے، تو کیا باغ کی دیکھ بھال کرنے والے کی تنخواہ کاٹی جا سکتی ہے؟

(جواب): اگر باغ کا نقصان باغبان کی غفلت سے ہوا ہے، تو باغ کا مالک اس کی تنخواہ میں سے کٹوتی کر سکتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے اُونٹ کو گولی ماری، جس سے جانور چار پانچ منٹ میں مر جائے گا، مگر اس نے فی الفور اسے نحر کر دیا، اس کا سارا خون بہہ گیا، کیا یہ ذبح معتبر ہے؟

(جواب): ذبح تو معتبر ہے، اس کا کھانا بھی حلال ہے، مگر اس طرح ذبح یا نحر کرنا درست نہیں۔ جانور کو بلاوجہ تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

(سوال): جس جانور کو پکڑ کر ذبح کرنا مشکل ہو، کیا اسے بے ہوش کرنے کے انجکشن لگایا جا سکتا ہے، تا کہ دوران بے ہوشی آسانی سے جانور ذبح کیا جا سکے؟

(جواب): اس طرح کرنا جائز نہیں، البتہ اس سے ذبح ہو جائے گا۔

(سوال): کیا ذبح کے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا ضروری ہے؟

(جواب): ضروری نہیں۔

(سوال): جس نے ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر تکبیر نہ پڑھی، اس ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جس جانور پر جان بوجھ کر تکبیر نہ پڑھی جائے، وہ ذبیحہ حلال نہیں، کیونکہ وہ شرعی طریقہ پر ذبح نہیں ہوا، اس کا کھانا جائز نہیں۔

سوال: آگ کے ذریعے ذبح کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذبح میں اصل خون بہانہ ہے، جس چیز کے ذریعہ خون بہہ جائے، وہ ذبح صحیح ہے اور جس میں جانور کا خون نہ بہے، وہ ذبح معتبر نہیں، اس کا حکم مردار والا ہے۔

آگ کے ذریعہ ذبح کرنا جائز نہیں، کیونکہ آگ میں جلانا یا آگ سے ذبح کرنا ایک ہی بات ہے، آگ سے جلانا منع ہے۔

سوال: کیا بطخ ذبح کرنے سے پہلے اس کے پاؤں کے درمیان کی جھلی کاٹنا ضروری ہے؟

جواب: بطخ کو بھی مرغی کی طرح ذبح کیا جائے گا، ذبح سے پہلے جسم کا کوئی عضو کاٹنا جائز نہیں، یہ جانور کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ ذبیحہ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔

سوال: زید نے ایک جانور ذبح کیا، جانور نے نہ کوئی حرکت کی اور نہ اس کا خون نکلا، اس کا جانور کمزور اور بیمار تھا، مگر اسے یقین ہے کہ جانور ذبح سے پہلے زندہ تھا اور حرکت کرتا تھا، کیا یہ جانور حلال ہے؟

جواب: شرعاً یہ جانور حلال ہے۔

سوال: بعض شکاری شکار پکڑنے کے لیے دانے ڈالتے ہیں، جن پر نشہ آور چیز لگی ہوتی ہے، پرندے دانے کھاتے ہیں اور نشہ کی وجہ سے اُڑ نہیں پاتے، شکاری انہیں پکڑ کر ذبح کر لیتے ہیں، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب: شکار پکڑنے کے لیے اس طرح کا حیلہ کرنا جائز ہے۔ نشہ انسانوں کے لیے حرام ہے، پرندے چونکہ مکلّف نہیں، لہٰذا ان کو پکڑنے کے لیے کوئی نشہ آور چیز کھلانا جائز ہے۔ جیسے مچھلی وغیرہ پکڑنے کے لیے کنڈی میں کیڑے مکوڑے لگائے جاتے ہیں، تاکہ مچھلیاں کیڑے کھانے کے لیے آئیں، تو وہ کنڈی میں پھنس جائیں۔